وحدت و اتحاد
امام خمینیؒ کے افکار و عقائد کی روشنی میں

از حجت الاسلام حاج سید احمد خمینیؒ
(شاب شام)

جاہلیت کی سیاہ و تاریک سرزمین پر اسلام کے روشن و تابناک آفتاب کی کرنوں کے چمکتے ہی جاہلیت آمیز زندگی کے افق پر امید کی صبح کی سفیدی نمودار ہونے لگی اور لوگوں کو اپنی تاریک زندگی میں روشنی اور گرمی محسوس ہونے لگی۔ غلاموں کے دل میں نجات و آزادی کی امید جاگ اٹھی اور ان کی آنکھوں میں ہمیشہ باقی رہنے والی چمک پیدا ہوگئی۔

دنیا کے ہر گوشے میں نغمۂ توحید کی آواز گونج اٹھی اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کی دعوت نے قوموں، قبیلوں اور جماعتوں و گروہوں میں متفرق و پراگندہ اور منتشر و منقسم لوگوں کو متحد و منسجم بنادیا۔

یہ سب کچھ پیام آور توحید و رسول وحدت حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفیٰؐ کے میلاد مسعود و پرنور کی برکتوں کا کرشمہ تھا جس نے اپنی بعثت کے ساتھ انسانی برادری کو اخوت و بھائی چارہ کا پیغام سنایا۔

ان یادگار اور عظیم الشان ایام کو گزرے ہوئے تقریباً چودہ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ بیت چکا ہے پھر بھی صاحبان ایمان کے قلوب اس توحیدی نغمے کی وجہ سے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں اور یہ توحیدی نغمہ آج بھی لوگوں کو پسندیدہ ترین راہ و روش کے توحید کلمہ اور کلمۂ توحید کی طرف آنے کی دعوت دے رہا ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ خواہ ناخواہ ماضی میں رونما ہونے والے بعض ناگوار حوادث کی وجہ سے ملت اسلامیہ میں تفرقہ و اختلاف پیدا ہوگیا۔ دنیا کی اسلام دشمن و اقتدار طلب طاقتوں نے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور اپنی شرمناک سازشوں اور ناپاک منصوبوں کے ذریعہ اسلامی ممالک میں تعینات اپنے زرخرید غلاموں کی مدد سے ان سبھی ہتھکنڈوں کا بھرپور استعمال کیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان سیاسی اتحاد قائم نہ ہونے پائے۔ واضح رہے کہ مسلمانوں کے درمیان مختلف النوع اور نت نئے فرقوں کی ایجاد انہیں اسلام دشمن سامراجی طاقتوں کی دین ہے تاکہ مسلمانوں کے درمیان وحدت و قربت کے نظریہ کو مقبولیت نہ حاصل ہونے پائے۔

لیکن یہ خداوند عالم کا خصوصی لطف و کرم ہے کہ سرزمین ایران میں امام خمینیؒ کی قیادت میں عظیم الشان اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد مسلمانوں کے درمیان وحدت و قربت اور اسلامی معاشروں اور ملکوں کے درمیان سیاسی وحدت و اتحاد کے نظریہ کو نئی زندگی مل گئی اور ملت اسلامیہ عالم اس حقیقت کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوگئی کہ اسلام اور مسلمانوں کی عظمت و سربلندی کا واحد راستہ اتحاد اور اسلامی اخوت ہے۔

پیغمبر اکرمؐ کی ولادت باسعادت کے موقع پر ہفتۂ وحدت اور اسلامی اتحاد کے موضوع پر قومی و عالمی سطح پر مذاکروں اور سیمیناروں و کانفرنسوں کی تشکیل اور رہبر معظم انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای کے حکم سے "تقریب مذاہب اسلامی" نامی عالمی ادارہ کی تاسیس اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ فقط اسلامی جمہوریہ ایران ہی اس زمانے میں مسلمانوں کے درمیان حقیقی وحدت و اتحاد کا علمبردار ہے۔

امید ہے کہ اسلام دشمن طاقتوں کی عداوت

ان کی غلاموں کی تفرقہ اندازی اور سامراجی فرقوں کی شیطانی سازشوں کے باوجود عنقریب ہی دنیا میں مسلمانوں کی کامیابی کی صبح نمودار ہونے والی ہے اور انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جبکہ اسلامی اخوت و برادری کا پیغام ساری دنیا میں پھیل جائے گا اور امت محمدی (ص) کے درمیان مستحکم سیاسی اتحاد بھی قائم ہو جائے گا۔ (ادارہ)

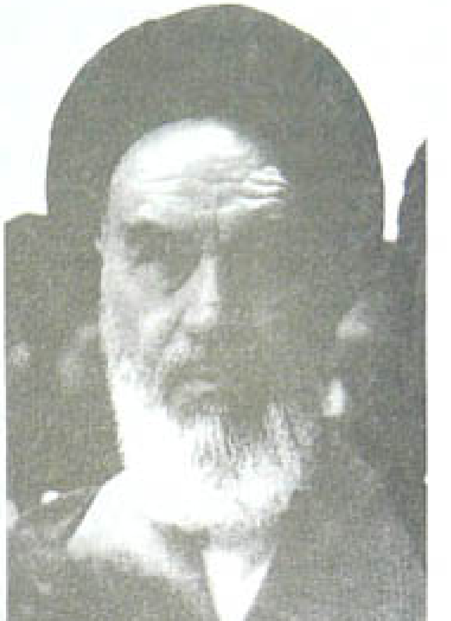

امام خمینیؒ اس عظیم شخصیت کا نام ہے جس نے موجودہ صدی میں امت اسلامیہ عالم کے درمیان وحدت واتحاد کی آواز بلند کی اور اسی اسلامی اتحاد کی بنیاد پر سرزمین ایران میں اسلامی جمہوری حکومت کی تشکیل کا کارنامہ انجام دیا اسی وحدت و اتحاد کے سہارے اسلامی حکومت کو ثابت و استوار کیا اور اس کے ذریعہ تمام مسائل ومشکلات کا حل تلاش کیا اور اپنے ساتھیوں کو یہ باور کرادیا کہ آنے والے وقت میں بھی یہ وحدت اسلامی اہم مسائل و مشکلات کا حل کرنے میں بہت مدد و معاون ثابت ہوگی۔

امام خمینیؒ اس عظیم شخصیت کا نام ہے
جس نے موجودہ صدی میں
امت اسلامیہ عالم کے درمیان وحدت واتحاد کی آواز بلند کی اور
اسی اسلامی اتحاد کی بنیاد پر سرزمین ایران میں اسلامی جمہوری حکومت کی
تشکیل کا کارنامہ انجام دیا۔

انسان کی الٰہی فطرت ہمیشہ توحید کی طرف مائل ومتوجہ رہی ہے اور آدمی کی عقل وخرد بھی انسانی زندگی کے ہر دور میں نفسانی اور شیطانی رجحانات و خواہشات سے آلودہ ہونے سے پہلے توحید کی طرف ہی مائل ومتوجہ رہی ہے اور تفرقہ واختلاف کو انسانی مفاد ومصالح کے خلاف سمجھتی رہی ہے اور تفرقہ واختلاف کو انسانی سماج کے زوال کا باعث قرار دیتی رہی ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت آدمؑ سے لیکر خاتمؐ تک تمام انبیاء علیہم الصلوات والسلام نے بھی توحید کو اپنی مذہبی دعوت کی بنیاد قرار دیتے ہوئے شرک ودوگانگی وتثلیث اور نفاق کی اعلانیہ تردید فرمائی ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو توحید پر اعتقاد وایمان ہی اسلام وکفر کی آخری سرحد ہے۔

مذہب اسلام کے جملہ عرفانی، فلسفی، اخلاق کلامی اور تربیتی مکاتب نے عالم وجود میں وحدت نگاہی اور اس کے اجزاء کو اپنے مرکزی عقیدہ کا جزو لاینفک قرار دیا ہے اور اہل تحقیق سے یہ بات ہرگز پوشیدہ نہیں ہے کہ انسانی معاشروں میں حقیقی وحدت کا رجحان توحید پر اعتقاد وایمان کا جلوہ ہے اور اس کے برعکس کثرت پسندی کو شرک ومادہ پرستی کی اہم خصوصیات میں شمار کیا جاتا ہے۔

قرآن کریم میں امت واحدہ کی تشکیل کو "سیر الی اللہ" کا حقیقی وسیلہ قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔ انّ ہذہ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاعبدون۔" واضح رہے کہ تاریخ بشریت کے دوران حق وباطل کے درمیان جاری کشمکش اور اس کے مختلف رنگ وروپ کا توحید وشرک سے گہرا رابطہ رہا ہے چنانچہ اسی حقیقت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے امام خمینیؒ اکثر فرمایا کرتے تھے:

"تفرقہ واختلاف کا تعلق شیطان سے اور وحدت کلمہ واتحاد کا تعلق رحمان سے ہے۔"

افسوس کی بات ہے کہ اسلامی دنیا کے زیادہ تر ملکوں پر مغرب کے تسلط کی وجہ سے وحی الٰہی پر مشتمل افکار وعقائد کی بنیاد پر مختلف النوع انسانی علوم کی تبلیغ واشاعت کا امکان باقی نہ رہ گیا ورنہ سماجی وسیاسی مباحث کے میدان میں مذکورہ بالا افکار وعقائد کی روشنی میں بیشمار نئے ابواب قائم کئے جاسکتے تھے اور اسلامی معاشروں میں موجود سیاسی اور سماجی مسائل ومشکلات کا موثر حل تلاش کیا جاسکتا تھا۔

آج اسلامی ممالک میں موجود اکثر ماہرین سیاست وسماجیات اور سیاسی وتربیتی امور میں ہمہ تن سرگرم افراد ایسے اصولوں اور طریقوں کے ذریعہ

اپنے معاشرہ کے معاملات و مسائل کا حل تلاش کررہے ہیں جو موجودہ مغربی دنیا کے مادیت پرست مکاتب فکر کی دین ہیں اور جن کا ادیان الٰہی کی روح سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

حکومتوں اور سماجی رہنماؤں کی کوششوں کے باوجود آج دنیا میں پرانے اور نئے فسادات اور جھگڑوں میں غیر معمولی اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے اور ان داخلی' علاقائی اور عالمی جھگڑوں میں قربان ہونے والے لوگوں کی تعداد بھی روز بروز بڑھتی چلی جارہی ہے اور ان اختلافات وفسادات کی وجہ سے غیر معمولی مادی اور معنوی نقصانات ہورہے ہیں اور اقوام عالم میں تباہی وبربادی پھیلتی جارہی ہے۔ تباہی وبربادی پر مشتمل ان تلخ حقیقتوں سے یہ بات بخوبی ثابت ہوجاتی ہے کہ مادی مکاتب فکر نے انسانی برادری کے درمیان وحدت واتحاد کی ایجاد کے لئے جو طریقے بتائے ہیں وہ موجودہ انسانی معاشرہ میں موجود تباہ کن تفرقہ واختلافات کو دور کرنے میں پوری طرح ناکام ہیں بلکہ تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ان وسائل وامکانات کے استعمال کی وجہ سے معاشرہ میں موجود اختلافات اور کشیدگیوں میں اور اضافہ ہوگیا ہے۔

آج موجودہ دنیا کے حالات اور اقوام عالم کی تاریخ سے باخبر ہر اصلاح پسند دانشمند اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ قومیت پسندی' زبان ومحاورہ' رنگ ونسل' تاریخ اور مشترکہ مادی مفاد ومصالح سے وابستہ وسائل وامکانات کے ذریعہ دنیائے بشریت میں وحدت اتحاد قائم کرنے کی کوشش محض ایک سراب ہے اور ماضی وموجودہ دور میں رونما ہونے والے مصائب انگیز حوادث سے پتہ چلتا ہے کہ مذکورہ بنیادوں پر قائم ہونے والے اتحاد سے لوگوں نے جھوٹی امیدیں وابستہ کررکھی ہیں۔

اگر نفسانی ومادی مقاصد وخواہشات کے بجائے انسان کی توحید پسندانہ عقل وفطرت کو حکومت وبالادستی حاصل کرنے کا موقع مل جاتا اور اگر مادہ پرست طاقت کے متوالوں نے مختلف النوع سازشوں اور ہتھکنڈوں کے ذریعہ وحدت واتحاد کی آواز بلند کرنے والوں کا راستہ نہ روکا ہوتا تو آج انسانی زندگی کی داستان ہی کچھ اور ہوتی۔

انسانی تاریخ انسانی زندگی کے بلندترین نمونوں کو پیش کرنے میں توحید وخدا پسندانہ اعتقاد کے معجزہ آمیز نتائج کا منظر متعدد بار دیکھ چکی ہے۔ کیا آپ کی نظر میں کوئی ایسی انسانی زندگی ہے جو تمام دفاعی قدروں سے مالامال ہو لیکن اس پر الٰہی ادیان اور انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کا کوئی اثر نہ ہو؟ کیا اس حقیقت کی تردید کی جاسکتی ہے کہ موجودہ دنیا میں رائج کشمکش وکدورت' قتل وغارتگری اور ہزاروں ناقابل حل مشکلات کا سلسلہ اسی وقت سے شروع ہوگیا جس وقت انسان نے اپنی راہ وروش کو فطری توحیدی روش اور صراط مستقیم کی راہ سے' جس کی نشاندہی پیغمبروں نے کی تھی' جدا کرلیا؟

کیا یہ ایک تلخ حقیقت نہیں ہے کہ موجودہ معاشروں میں مادی اور ٹیکنیکی اور اخلاقی زوال وانسانی قدروں کی پامالی کے درمیان موجود منفی روابط کی وجہ سے انسانی عظمت وسعادت کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ جی ہاں! جب فطرت پر انسان کے غلبہ وتسلط اور انسان کی مادی ضرورتوں کی تکمیل کو مقصد حیات تسلیم کرلیا جائے' اس کے روحانی مقام ومرتبہ کو فراموش کردیا جائے اور کائنات کے دیگر اجزاء سے روحانیت کا کوئی سروکار باقی نہ رہ جائے اور تمام چیزوں کو یہاں تک کہ ضمیر ووجدان اور نفس وروح کو مشینی محاسبات سے شمار کیا جانے لگے تو پھر اس کا نتیجہ وہی ہوگا جو آج عالمی انسانی معاشرہ میں دکھائی دے رہا ہے خود ساختہ انسانی مکاتب فکر نے دنیائے بشریت کی کس پریشانی کا معقول حل پیش کیا ہے اور دنیائے بشریت کی ایسی کونسی ضرورت ہے جو دنیا میں رائج مادی مکتب فکر کے ذریعہ پوری ہوگئی ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ وحدت اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مناسب راہ وروش کا انتخاب ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کا تجزیہ کرتے وقت انسانی معاشرہ کے موجودہ مسائل کو نظر انداز کردیا جائے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایسی عالمی تنظیمیں جن کی تشکیل وتخلیق کا بنیادی مقصد دنیا کی مختلف قوموں اور حکومتوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنا اور ان کے درمیان موجود تناؤ اور کشیدگی کو دور کرنا رہا ہے' دنیا کے اکثر معاملات میں پوری طرح ناکامیاب رہی ہیں بلکہ یہ کہنا مبالغہ اور خلاف حقیقت نہ ہوگا کہ دنیا کی حکومتوں نے ان نام نہاد اتحادی تنظیموں کو تفرقہ واختلاف پھیلانے کے لئے استعمال کیا ہے۔ گزشتہ دہائی کے دوران عالمی سطح پر دنیا کی مختلف قوموں اور

حکومتوں کے درمیان باہمی اتحاد و تعاون پر مشتمل سیکڑوں معاہدے کئے گئے اور وسیع پروپگنڈہ کی وجہ سے دنیا والوں نے ان معاہدوں سے اپنی توقعات وابستہ کرلیں لیکن کوئی مثبت اور کارآمد نتیجہ برآمد ہونے سے پہلے ہی ان معاہدوں کا کام تمام ہوگیا اور معاہدے اور سمجھوتے عالمی تناؤ اور کشیدگی کو دور کرنے میں کوئی قابل ذکر کردار ادا نہ کرسکے۔

کافی عرصہ سے اسلامی معاشروں کے درمیان اتحاد بین المسلمین اور اسلامی ملکوں کے درمیان وحدت و تعاون کا چرچا جاری ہے اور دنیا کے اکثر اسلامی علاقوں میں سیاسی افراد اور جماعتوں نے

حقیقی اور اصلی پریشانی خود انسان اور اس کے عقائد سے وابستہ ہے۔ جب تک توحید فکر اور اخلاقی اصول واقتدار' جو وحدت کی عمومی مقبولیت کا لازمہ ہیں' انسانی معاشروں پر حاکم نہ ہوں گے تب تک اس سلسلے میں کی جانے والی ہر کوشش ناکام رہے گی۔ وحدت اور اس کی حفاظت محض سماجی سفارش' سیاسی ضرورت اور مشترکہ مادی مفاد کی حفاظت کے لئے عملی اقدام کا نام نہیں ہے کہ اس کی بنیاد پر ایک مستحکم واستوار اتحاد کی تشکیل کی جاسکے بلکہ میری نظر میں اس قسم کے اداروں کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وحدت اور اس کے لوازم کے درمیان ناقابل

جاسکے؟! کیا اس بات کو بھی فراموش کیا جاسکتا ہے کہ صدر اسلام میں جب شرک وبت پرستی کی تاریکی میں جاں بلب لوگوں کے کانوں میں توحید کی آواز پہونچتی ہے تو وہ لوگ جاہلانہ تعصب جھوٹے فخر و افتخار' قوم وقبیلہ پرستی اور نام ونسب کی بالادستی جیسے اخلاقی مفاسد سے علیحدگی اختیار کرلیتے ہیں اور تفرقہ واختلاف پیدا کرنے والے عناصر وافراد سے قطع تعلق کرلیتے ہیں اور خدائے واحد پر اعتقاد و بندگی' معبود حقیقی کے نور سے ان کے قلب اس قدر منور ہوجاتے ہیں کہ تفرقہ پرور افراد سے ان کی سببی اور نسبی قرابت داری کا رنگ پھیکا پڑجاتا ہے اور نور توحید خداوندی سے منور

کیا اس حقیقت کی تردید کی جاسکتی ہے کہ موجودہ دنیا میں رائج کشمکش وکدورت' قتل وغارتگری اور ہزاروں ناقابل حل مشکلات کا سلسلہ اسی وقت سے شروع ہوگیا جس وقت انسان نے اپنی راہ وروش کو فطری توحیدی روش اور صراط مستقیم کی راہ سے' جس کی نشاندہی پیغمبروں نے کی تھی' جدا کرلیا؟

اسی نعرۂ وحدت کے سایہ اقتدار کی مسند پر اپنا قبضہ جمالیا ہے اور اس اہم موضوع پر سیکڑوں کتابیں اور مقالے شائع ہوتے رہے ہیں اور علماء و مقررین اس موضوع کی اہمیت وافادیت پر سنجیدہ تقریریں کرتے رہے ہیں لیکن عملی طور پر اس میدان میں کوئی مثبت اور فیصلہ کن قدم نہیں اٹھایا گیا۔ میرا خیال ہے کہ ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا ہمیں ان ناکامیوں کی وجہ تلاش کرنی چاہئے اور اگر اس کی طرف توجہ نہ کی گئی تو آئندہ بھی اس سلسلے میں کی جانے والی تمام کوششوں کا کوئی مفید اور مثبت نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔

تفریق رابطہ قائم ہو اور فکری واصولی واعتقادی واخلاقی نظاموں کی آفاقیت کے ساتھ لوازم وحدت کی پیروی کی جائے۔

کیا یہ ممکن ہے کہ انسان توحیدی فکر کا حامل ہو' خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کرتا ہو' دنیا کی تمام چیزوں میں ارادہ الٰہی کو جاری وساری مانتا ہو لیکن عمل اور مخلوق خدا اور دوسروں کی بہبودی وبھلائی کے سلسلے میں عدم توجہی سے کام لے؟

کیا یہ ممکن ہے کہ موحد اور توحید پرست ہوتے ہوئے "اصحاب تفرقہ" کی فوج میں شامل رہا

قلوب والے یہ مومن افراد ایک ایسے معاشرہ کی تشکیل کرتے ہیں جس کو 'بہترین امت" کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ ان لوگوں کے درمیان ایسی وحدت وہمدلی پیدا ہوجاتی ہے کہ سیاہ فام وبرہنہ پا غلاموں کو قریش کی نمایاں اور بااثر شخصیتوں کے مقابلے میں برابر کی اہمیت حاصل ہوجاتی ہے اور بعض امور میں ان کی اہمیت میں قدرے اضافہ بھی ہوجاتا ہے اور یہ لوگ ایک ایسے تمدن کی بنیاد رکھتے ہیں کہ روم اور ایران کی طاقتور حکومتوں میں بھی استادم نہیں رہ جاتا کہ اس کے مقابلے میں ٹھہر سکیں؟ کچھ ہی

دنوں میں دنیا کی مختلف قومیں جغرافیائی حدود اور اپنے قومی و نسلی خصائص کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حقیقت کا استقبال کرنے کے لئے پیش قدم ہو جاتی ہیں۔

در حقیقت یہ انتہائی غور طلب بات ہے کہ قرآن و سنت میں "امت" کو غیر معمولی اہمیت دی گئی ہے پھر بھی آج امت کے حقیقی مفہوم کی طرف سے بے توجہی کا سبب کیا ہے؟ باستانی سوابق' جغرافیائی حدود اور دیگر سطحی چیزوں کو دوبارہ بروئے کار لاتے ہوئے الگ الگ انداز میں مسلمانوں کے قومی مفاد کی بات کی جارہی ہے اور اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کے مفاد و مصالح کو زیادہ توجہ و اہمیت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جارہا ہے؟

اگر ہم لوگوں کو واقعی اس حقیقت کا بخوبی اندازہ ہوگیا ہے کہ اسلام کی عظمت رفتہ کی بازیابی کا واحد ذریعہ تمام مسلمان قوموں' فرقوں اور جماعتوں کے درمیان وحدت و اتحاد ہے تو پھر ہم لوگوں کو دوسری چیزوں سے زیادہ ان مسائل کی طرف توجہ دینی چاہئے جن کی وجہ سے ہم "امت" کے حقیقی مفہوم سے الگ ہو کر مختلف فرقوں' جماعتوں اور گروہوں میں تقسیم ہوگئے ہیں۔ جی ہاں! ہم لوگوں کو ایک بار پھر وحدت کے استوار ترین محور و مرکز اور ہدایت امت کے منشور کی حیثیت سے قرآن و سنت کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جانا چاہئے۔

بنیادی پریشانی یہ ہے کہ نہ صرف عام مسلمان بلکہ عالم اسلام کے اکثر نامور افراد اور دانشور حضرات نے بھی ان عظیم و گرانقدر مذہبی قدروں کی طرف سے بے توجہی اختیار کر رکھی ہے جو ایک مستحکم مکتب فکر کی حیثیت سے مسلمانوں کو اتحاد اور ہم بستگی کی دولت سے مالامال کر سکتی ہیں۔ اقتصادی' سیاسی اور سماجی مسائل میں الٰہی مکتب فکر سے تضاد رکھنے والے دیگر مکاتب فکر کے اصولوں کی پیروی کی وجہ سے ایسے دشوار حالات پیدا ہوگئے ہیں کہ وحدت و اتحاد جیسی اہم ضرورت کو سمجھنا اور اس کو عملی جامہ پہنانا محال اور ناممکن معلوم ہونے لگا ہے اور اس سلسلے میں کی جانے والی کوشش بھی ناکام ہوگئی ہے۔ اگر پیغمبر اکرمؐ اور قرآن کریم کی تعلیمات عالیہ کو اسلامی معاشروں پر تسلط و غلبہ حاصل ہوتا تو عظیم اسلامی اتحاد کی تشکیل میں ذرہ برابر دشواری نہ ہوتی۔ قرآن کریم نے بڑی وضاحت کے ساتھ اس بات کا اعلان کیا ہے نفس واحدہ یعنی ایک انسان کو نئی زندگی عطا کرنے یا قتل کرنے کو تمام لوگوں کے احیاء یا قتل کے برابر کہا گیا ہے اور یہ برابری تمثیلی نہیں بلکہ ایک ایسی حقیقت پر مبنی ہے جو نظام کائنات میں ہر جگہ جاری اور ساری ہے۔

قرآن کریم اور انبیاء علیہم السلام جس معاشرہ کی تشکیل کے خواہاں رہے ہیں وہ ایسا واحد اور حقیقی معاشرہ ہے جس کا مفہوم و مطلب قوم و ملت اور حکومت و دیگر رائج اصطلاحات کی سرحدوں سے بہت آگے ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآنی تعلیمات اور انبیاء کے ارشادات کی روشنی میں تشکیل شدہ وحدت و اتحاد کو قوم و ملت' رنگ و نسل اور فرقہ و جماعت کے دائرہ میں محدود نہیں کیا جاسکتا ہے۔

بنیادی اعتقادی اصولوں کی حمایت و پشت پناہی کے بغیر ان مسائل کا سمجھنا دشوار اور ناممکن ہے اور جب تک اسلامی معاشروں میں ان اصولوں کو استحکام نہیں حاصل ہو جاتا اس کے نتائج کا حصول بعید از امکان ہوگا۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلامی ثقافت کو دنیا کی تمام دوسری ثقافتوں کی آمیزش سے محفوظ رکھتے ہوئے اپنے درمیان وحدت و اتحاد اسلامی کی بھرپور حفاظت و پیروی کی جائے۔

کیا یہ ممکن ہے کہ
موحد اور توحید پرست ہوتے ہوئے
"اصحاب تفرقہ" کی فوج میں شامل رہا جاسکے؟!

جیسا کہ مقالہ کے آغاز میں امام خمینیؒ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ تفرقہ و اختلاف کا تعلق شیطان سے اور وحدت و اتحاد کا تعلق رحمٰن سے ہے' تاریخ بشریت نے یہ ثابت کردیا ہے کہ حقیقی وحدت کی آواز کو وہ توحید پسند افراد و عوام فوری طور پر قبول کر لیتے ہیں جو میدان عمل میں دوسروں سے کہیں زیادہ توحیدی اعتقاد کا تجربہ کر چکے ہیں اور اس بات کی طرف پہلے ہی اشارہ کیا جاچکا ہے کہ وحدت و اتحاد کی حفاظت کسی ایسی سیاسی تحریک کا نام نہیں ہے جس کا مقصد طاقت و اقتدار کا استحکام ہو۔

وحدت واتحاد کی حفاظت کی کوشش اور تفرقہ واختلافات سے پرہیز ایک ایسا واجب عینی عمل ہے جس کی جڑیں خالق کائنات کی وحدانیت کے اعتقادات سے جڑی ہوئی ہیں۔ اور تفرقہ واختلاف پیدا کرنے والے لوگ درحقیقت شیطان کے اصحاب ہیں اور وحدت کی آواز بلند کرنے والوں کا تعلق رحمان سے ہے۔ جب کہ معاشرہ میں یہ اعتقاد رائج ہوجائے تو پھر وہاں وحدت حقیقی کی طرف سے بے توجہی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور امت واحدہ کی تحریک کے سامنے تفرقہ ونفاق کا وجود ہی نہیں رہ جاتا اور یہی وہ حقیقت ہے جس کو انقلاب اسلامی ایران نے موجودہ زمانہ میں عملی طور پر پوری طرح ثابت کردیا۔

تاریخ اس حقیقت کو فراموش نہیں کرسکتی ہے ایک خدا پسند شخص نے تمام مادی وسائل وامکانات اور ظاہری اسلحوں سے خالی ہاتھ ہوتے ہوئے بھی وحدت واتحاد کی آواز بلند کی اور مومن افراد نے اس آواز پر لبیک کہا۔ ترقی یافتہ دنیا نے اس آواز کی بھرپور مخالفت کی۔ دنیا کی بڑی اسلحہ ساز فیکٹریوں کے مالکان اس مرد مجاہد کے دشمن کی حمایت کے لئے عملاً باہم متحد ہوگئے لیکن بڑی اور اسلام دشمن طاقتوں کے گٹھ جوڑ کے مقابلے میں امت اسلامیہ کے وحدت کلمہ کو عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی۔ جب اسلامی انقلاب نے اپنے طاقتور دشمن پر غلبہ حاصل کرلیا اور شاہی نظام حکومت کا شیرازہ منتشر کردیا تو بہت سے گروہ اس نوتشکیل شدہ اسلامی نظام حکومت کی عداوت پر کمربستہ ہوگئے۔ انہیں دنیا بڑی طاقتوں کی بھرپور حمایت حاصل ہوگئی اور ان جماعتوں نے اسلامی جمہوریہ ایران کی تباہی وبربادی کے لئے جو شرمناک حرکتیں کیں ان کے اجمالی تذکرہ کے لئے ایک مستقل کتاب کی تدوین کی ضرورت ہوگی۔

اسلامی نظام حکومت کی مخالفت کے پرچم بلند ہوگئے۔ ویسے تو عالمی کمیونسٹی طاقت اور سرمایہ دار مغربی طاقت کے درمیان عداوت تھی لیکن اسلامی نظام حکومت کی نابودی کے لئے دنیا کی یہ دونوں بڑی طاقتیں باہم متحد ہوگئیں اور پوری دنیا میں اسلامی انقلاب اور اسلامی جمہوری نظام کے خلاف بے بنیاد پروپگنڈوں کا بازار گرم ہوگیا۔ ان طاقتوں نے منصوبہ بند طریقے سے ایران کے خلاف سیاسی تنہائی' اقتصادی ناکہ بندی اور خوفناک وتباہ کن جنگی کارروائی کا لامتناہی سلسلہ چھیڑ دیا لیکن یہ تمام طاقتیں اس ملت کے اسلامی اتحاد کے سامنے ٹھہر نہ سکیں جس کو اس بات کا بخوبی احساس تھا کہ امت اسلامیہ کے اتحاد کے لئے اسے بہر حال ان اسلام دشمن طاقتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہے۔ ملت ایران کے اس بھرپور اور کامیاب مقابلے کا راز رہبر انقلاب اسلامی امام خمینیؒ کے اس جملے میں پوشیدہ ہے جس کی طرف انہوں نے اپنی تقریر وتحریر میں بار بار اشارہ کیا ہے یعنی تفرقہ واختلاف سے پرہیز اور وحدت کلمہ واسلامی اتحاد کا تحفظ۔ ان کی یہ سفارش اس وجہ سے زیادہ موثر اور کارگر ثابت ہوئی کہ دوسروں سے پہلے وہ بذات خود اس بات پر مکمل اعتماد واعتقاد وایمان رکھتے تھے اور ساری زندگی وہ اس کی تعمیل میں سرگرم عمل رہے۔

قرآن کریم کی تعلیمات عالیہ اور عارف اکمل حضرت ختمی مرتبت محمد بن عبداللہؐ اور ائمہ اطہار علیہم السلام کے ارشادات پر مشتمل اپنے عرفانی مکتب میں امام خمینیؒ عالم تخلیق میں حقیقی وحدت کے مسئلہ کو حل کرچکے تھے اور اپنے فلسفیانہ مشرب میں نہ صرف وحدت الوجود بلکہ خصوصی محفلوں میں مخلوقات خدا وندی کے درمیان موجود حقیقی وحدت کا تذکرہ بھی کیا کرتے تھے۔ وہ اپنے عرفانی اشعار میں بھی مجموعی اعتبار سے نظام کائنات میں موجود وحدت کا تذکرہ بار بار کیا کرتے تھے اور اس سلسلے میں وہ منصور کی صدائے انا الحق کو بھی انیت وھویت کی علامت قرار دیتے تھے۔ وہ اکثر فرمایا کرتے تھے:

فریاد انا الحق رہ منصور بود
یارب مددی کہ فکر راہی بکنیم

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

بر فراز دار فریاد انا الحق می زنی
مدعی حق طلب انیت وانا چہ شد

امام خمینیؒ باطل طاقتوں کے خلاف کی جانے والی اپنی جدوجہد میں بھی لوگوں کو وحدت واتحاد کی دعوت دیا کرتے تھے اور پچاس سال قبل انہوں نے اپنے تاریخی اور سب سے پہلے اہم بیان کی ابتدا قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے کی تھی "قل انما اعظکم بواحدۃ ان تقوموا للہ مثنیٰ وفرادیٰ۔" اپنے اس اہم اور تاریخی بیان میں انہوں نے امت اسلامیہ کی وحدت کا تفصیلی جائزہ پیش کرتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ الٰہی انقلاب کی کامیابی کے لئے امت اسلامیہ کے درمیان وحدت واتحاد کا عملی وجود لازمی ہے۔